تقویٰ کیا ہے؟

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

تقویٰ کیا ہے؟

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2023 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟

پہلی اشاعت .5 مئی 2023۔

کاپی رائٹ ©2023 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

تقویٰ کیا ہے؟

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

درج ذیل مختصر کتاب میں تقویٰ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے ایک مسلمان کو اعلیٰ کردار حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان اپنی باطنی حالت، جیسے اپنی نیت اور ظاہری اعمال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں باقی تمام چیزوں کی اطاعت سے منہ موڑنا شامل ہے الا یہ کہ یہ اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف لے جائے۔ مثال کے طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف لے جاتی ہے۔ باب 4 النساء آیت 80:

‘‘جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔’’

پس تقویٰ سے مراد دل اور جسم کا کام ہے۔ بیرونی اعضاء باطنی روحانی دل کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں دل وہ بادشاہ ہے جو سپاہیوں کو حکم دیتا ہے یعنی ظاہری اعضاء۔ صحیح مسلم نمبر 4094 میں موجود ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت کی ہے کہ جب انسان کا روحانی قلب پاک ہو گا تو اس کا سارا جسم پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر روحانی دل خراب ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے نصیحت کی ہے کہ انسان تب ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب اس کا روحانی دل صاف اور پاکیزہ ہو۔ باب 26 اشعرا، آیات 88 اور 89:

’’ جس دن مال اور اولاد کسی کے کام نہ آئے گی۔ لیکن صرف وہی جو اللہ کے پاس سچے دل کے ساتھ آتا ہے۔"

روحانی دل صرف تب ہی درست رہتا ہے جب کوئی اسے برے خصلتوں سے پاک کرتا ہے اور ان کی جگہ ان اچھی خصوصیات کو لے کر آتا ہے جن کا ذکر قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں کیا گیا ہے۔

تمام برے خصلتوں کی جڑ وہ ہے جب کوئی اپنے آپ سے مطمئن ہو۔ صرف اس صورت میں جب کوئی شخص اپنی بری خصوصیات سے ناخوش ہوتا ہے تو وہ ان کو دور کرنے کے لیے جدوجہد کرے گا۔ لیکن اگر وہ خود سے مطمئن ہیں تو وہ انہیں دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کریں گے۔ یہ صرف ایک شخص کو مزید برے خصلتوں کو اپنانے کا سبب بنے گا۔ جب کوئی مسلمان اچھے خصلتوں کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تعلقات میں بہتری آئے گی، جیسے کہ اس کے احکام پر زیادہ صبر کرنا اور لوگوں سے ان کا تعلق، جیسے کہ انہیں نصیحت کرتے وقت مخلص ہونا۔

تقویٰ کی خصوصیات میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی نگہبانی سے چوکنا رہنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اس بات کا مکمل علم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام قول، عمل، خیالات اور خواہشات کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ اگرچہ، تمام مسلمان ابھی تک اس پر یقین رکھتے ہیں، بہت سے لوگ اپنے دن بھر اس سچائی پر عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی اس حقیقت سے غافل ہو جاتا ہے تو گناہوں اور نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جب کوئی مسلمان سچی ہوشیاری اختیار کرتا ہے اور بہت ہی کم غفلت میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی سچی حیا کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ وہ ہے جو تنہائی میں کوئی ایسا فعل نہیں کرتا جو لوگوں کے سامنے کرے تو شرمندہ ہو۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی سچی نگہبانی اختیار کرتا ہے تو وہ ایمان کی فضیلت پر پہنچ جاتا ہے۔ جب کوئی مسلمان ایمان کے اس اعلیٰ درجے پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اس طرح عمل کرتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں گویا وہ اپنے باطن اور ظاہری وجود کا مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ انہیں گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے اور نیک اعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

ایک مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی ہمہ جہت بصیرت کی حقیقی نگرانی حاصل کر سکتا ہے، اپنے تمام واجبات کو ان کے حالات اور آداب کے مطابق ادا کر کے۔ ایک مسلمان کو بھی نافرمانی کے تمام کاموں سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے، صغیرہ و کبیرہ گناہ، اور اگر وہ جلدی اور سچے دل سے توبہ کر لیں۔ اس میں اپنی طاقت کے مطابق کسی بھی چھوٹ جانے والی ذمہ داریوں کی

ادائیگی اور لوگوں کے حقوق کو پورا کرنا شامل ہے جن کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ ایک بار جب یہ حاصل ہو جائے تو ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ مستحب نفلی اعمال کو قائم کرنے کی کوشش کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں سے ہیں۔ حالانکہ کوئی ان سب پر عمل نہیں کر سکے گا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کردہ ترجیح کے مطابق رضاکارانہ کاموں کو ترجیح دیں۔ مطلب، انہیں اپنی خواہشات کے مطابق کام نہیں کرنا چاہیے۔ آخر میں ان کاموں سے کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے جو ابھی تک گناہوں میں شمار نہیں ہوئے، اسلام میں ناپسندیدہ ہیں، جیسے حلال چیز کا زیادہ استعمال۔ ان اقدامات کا خلاصہ صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود ایک حدیث میں کیا گیا ہے۔ یہ حدیث نصیحت کرتی ہے کہ یہ حاصل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا جائے گا کہ وہ صرف اس کی رضا کے مطابق عمل کریں۔ اس بااختیاریت میں اللہ تعالیٰ کے ہمہ گیر وژن سے چوکنا رہنا بھی شامل ہے۔

ان دو حکموں میں سے جو نیک اعمال انجام دینے اور گناہوں سے اجتناب کرنے والے ہیں، بعد والا حکم زیادہ اہم ہے۔ ممنوعات اکثر مخلوق کے حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہیں اور اس سے روکنا فرائض کی ادائیگی سے زیادہ ضروری ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرسکتا تو اسے اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ صحیح بخاری نمبر 7288 میں موجود ایک حدیث میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اپنی ممانعتوں سے مکمل طور پر پرہیز کرنے کا حکم دیا لیکن ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق آپ کے احکام کو پورا کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر کسی جسمانی کام سے پرہیز کرنا کسی نیک عمل کو انجام دینے کے مقابلے میں آسان ہے، غیر فعال ہونا عام طور پر فعال رہنے سے آسان ہے۔

مسلمانوں کے لیے ایک ایسی سچائی کو سمجھنا بہت ضروری ہے جو انہیں تکبر کے بڑے گناہ سے محفوظ رکھے، جس کی ایک ایٹم کی قیمت انسان کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 265 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی یا دینی معاملات میں جو بھی کامیابی حاصل ہوتی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ تقویٰ جیسی نیکی کا حصول ممکن نہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم، الہام، قوت اور موقع فراہم نہ کیا ہو۔ کسی کی کوششوں اور کامیابیوں پر فخر کرنا اس کی کامیابی کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے عمل صالح کی کوئی قدر نہیں کرتا اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو دنیا اور آخرت دونوں میں خاص کر دے گا۔

ایک مسلمان تبھی تقویٰ حاصل کر سکتا ہے جب اسے یقین ہو کہ وہ دوسروں سے بہتر نہیں ہیں۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کیونکہ کوئی اپنے یا دوسروں کے لیے حتمی انجام کو نہیں جانتا۔ بہت سے لوگ جو برے نظر آئے وہ اچھے مسلمان ہوئے اور بہت سے مسلمان جو اچھے دکھائی دیے وہ قیامت کے دن جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس کی مثال صحیح مسلم نمبر 4923 میں موجود ایک حدیث میں مذکور ہے، اس میں تین ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو اپنی بری نیت کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے، حالانکہ وہ بڑے مسلمان نظر آتے ہیں، یعنی ایک عالم، ایک صدقہ کرنے والا اور ایک شہید۔ .

عاجزی ایک اہم اور واضح خصوصیت ہے جسے سب کو اپنانا چاہیے کیونکہ جو کچھ بھی اچھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نے عطا کیا ہے۔ تو اس چیز پر کیسے فخر کیا جا سکتا ہے جو پیدا کی گئی ہو اور اس کا تعلق کسی اور کی ہو؟ عجز و انکساری کا منبع اور دیگر اچھی خصلتوں کا اپنے آپ سے مطمئن نہ ہونا ہے جبکہ غرور اور دیگر بہت سی بری خصلتوں کی جڑ اپنی ذات سے مطمئن ہونا ہے۔ جب کوئی اپنے آپ سے مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ اپنے عیبوں سے اندھے ہو جاتے ہیں اور صرف اپنے اندر کمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ شخص ہمیشہ یہ مانے گا کہ وہ کافی اچھے ہیں اس لیے بہتر کے لیے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ پہلے ہی عمدہ کردار حاصل کر چکے ہیں۔ جبکہ جو شخص اپنے آپ سے مطمئن نہیں ہے اسے اپنے منفی عیوب کا مشاہدہ کرنا آسان ہو جائے گا، جو انہیں اس وقت تک جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا جب تک کہ وہ اعلیٰ کردار حاصل نہ کر لیں۔ یہ شخص عاجز رہتا ہے خواہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کر لے کیونکہ وہ صحیح معنوں میں سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم، الہام، طاقت اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کا موقع دیا ہے۔ جب کوئی خود سے چوکنا ہو جاتا ہے تو یہ اسے اپنی خواہشات پر قابو پانے میں مدد کرتا ہے اور اس طرح گناہوں کو روکتا ہے۔ یہ مسلمان مسلسل عمل صالح کرے گا اور گناہوں سے بچ جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت اور بندگی ہے جو کسی کے اپنے آپ سے ناخوش ہونے کا نتیجہ ہے۔

اگرچہ یہ طریقہ کسی کی منفی خصوصیات کا پتہ لگانے میں کارآمد ہے اور بھی ہیں۔ یہ تمام چیزیں تقویٰ اختیار کرنے میں معاون ہیں۔ ایک مسلمان ایک تجربہ کار عالم کا طالب علم بن سکتا ہے جو ان کی خامیوں کو تلاش کرنے میں ان کی مدد کر سکتا ہے اور انہیں یہ سکھاتا ہے کہ انہیں قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کی روشنی میں کیسے دور کیا جائے۔

ایک مسلمان کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان کے پاس اچھے دوست ہوں کیونکہ ان کا اندازہ اس کمپنی سے ہوتا ہے جو وہ رکھتے ہیں۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 4833 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ ایک اچھا دوست بھی مسلمان کی بری خصلتوں کو ترک کرنے اور اچھی خصلتوں کو اپنانے میں مدد کرتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسروں کی تعمیری تنقید کو قبول کریں۔ یہ ان لوگوں کے لئے فخر کی نشاندہی کرسکتا ہے جو نہیں کرتے ہیں۔ مفید تنقید ان کی خامیوں کو دور کرنے میں مدد کرنے میں بہترین ہے۔

آخر میں، دوسروں کے رویے اور معاشرے پر اس کے اثرات سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ یعنی اگر کسی کا رویہ لوگوں کو پریشان کرتا ہے تو غالباً یہ ایک بری صفت ہے جس سے بچنا چاہیے۔ اور اگر کسی شخص کا طرز عمل لوگوں کو خوش کرتا ہے تو غالباً یہ ایک اچھی صفت ہے جسے مسلمانوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ یہ گہری ادراک ان لوگوں کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے جو تقویٰ کے خواہاں ہیں۔

تقویٰ کا ایک اور پہلو صبر کے ساتھ حکم الٰہی کو قبول کرنا ہے یہ جانتے ہوئے کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ درحقیقت پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی سے کوئی نعمت عطا یا ختم نہیں کر سکتی۔ جامع ترمذی نمبر 2516 میں موجود حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ کے نمبر 79 میں موجود ایک حدیث میں نصیحت کی ہے کہ انسان کو ہر اس چیز کو قبول کرنا چاہیے جو اس کے اندر ہو۔ ان کی زندگی، یہاں تک کہ اگر یہ انہیں پریشان کرتی ہے، کیونکہ کچھ بھی نتیجہ نہیں بدل سکتا تھا۔ جب کوئی شخص اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ وہ کسی چیز کو ہونے سے روک سکتا تھا تو یہ صرف شیطان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اسے بے صبری اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر عدم اطمینان کی طرف راغب کرے۔ ایک مسلمان کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے صرف بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے، چاہے ان کی کم نگاہی انہیں انتخاب کے پیچھے موجود حکمت کو دیکھنے سے روکے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رویے پر قابو رکھے اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر عمل یا الفاظ کے ذریعے اعتراض نہ کرے۔ اگر کوئی مسلمان اس طرز عمل پر قائم رہے تو وہ صبر سے قناعت کے درجے پر پہنچ جائے گا۔ یہ تب ہوتا ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو اپنی پسند اور خواہشات پر ترجیح دیتا ہے اور اس وجہ سے چیزوں کے بدلنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ جبکہ صبر کرنے والا شخص حالات کے بدلنے کی خواہش کرے گا اور اس کے لیے دعا بھی کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف شکایت نہیں کرے گا۔ دونوں بہترین ہیں اور اجر عظیم کماتے ہیں لیکن قناعت اعلیٰ درجہ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی اعلیٰ نشانی ہے۔

بے صبری ایک قابل ملامت خصوصیت ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کے لیے بے صبرا ہونا اس شخص سے بدتر ہے جو کڑوی دوا کھاتا ہے جس سے ان کا علاج ہو جاتا ہے، وہ اس ڈاکٹر سے ناراض ہو جاتا ہے جس نے انہیں دوا تجویز کی تھی۔ اللہ تعالیٰ جن چیزوں کا انتخاب کرتا ہے وہ کڑوی ہو سکتی ہیں لیکن درحقیقت وہ طویل مدت میں انسان کو ٹھیک کر دیتی ہیں۔ یہ علاج اس شخص کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بہت اچھی طرح سے بچا سکتا ہے۔ اس لیے بے صبری اختیار کرنا درست رویہ نہیں ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ صبر کرنے یا قناعت کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کی جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ عمل صالح ہے۔ باب 40 غافر، آیت 60:

اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

بہت سی احادیث اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں جیسے کہ جامع ترمذی نمبر 3371 میں موجود ہے۔ اس میں دعا کو عبادت کا جوہر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی نشانی ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اچھی باتوں کے لیے دعا کرے جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان ہوئی ہیں، اور صبر کرنا چاہیے یا اس کے نتائج پر راضی رہنا چاہیے، خواہ وہ اس کی خواہشات کے خلاف ہو۔

تقویٰ کا اگلا پہلو یہ ہے کہ مسلمان ان چیزوں سے بچنا سیکھے جن سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ کوئی مسلمان اس وقت تک ایمان میں فضیلت حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس طرح کا برتاؤ نہ کرے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2317 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔ اس میں دوسروں کی حالت پر مسلسل نظر رکھنے اور ان کے اعمال پر توجہ سے نظر رکھنا شامل ہے۔ یہ صرف اس شخص کے لیے غم کا باعث بنتا ہے جو دوسروں سے غافل ہوتا ہے اور دوسروں کی دنیاوی نعمتوں کو دیکھنے کے بعد حسد یا اللہ سبحانہ وتعالی کی ناشکری جیسی دیگر عیب دار خصلتوں کو جنم دیتا ہے۔ یقیناً اس میں اسلام کی تعلیمات کے مطابق لوگوں کے ساتھ میل جول شامل نہیں ہے، جیسے کہ دوسروں کو اسلامی سلام کے ساتھ سلام کرنا۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے معاملات دریافت کرنے سے باز رکھے۔ انہیں گپ شپ سننے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اس کی اکثریت جھوٹی اور گناہ گار ہے۔ ایک متقی مسلمان غیبت کرنے والے اور غیبت کرنے والے کی صحبت سے بچتا ہے کیونکہ وہ ان کی بری عادتیں اپنا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری نمبر 2101 میں موجود ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برے دوست کو لوہار سے تشبیہ دی ہے۔ اگر کوئی جلتا نہیں ہے تو ان کے کام کا دھواں ان پر سب سے زیادہ اثر کرے گا۔ جو مسلمان تقویٰ اختیار کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ان لوگوں کو غور سے دیکھنے سے بچیں جو گویا بے مقصد پیدا کیے گئے ہیں، ان لوگوں کی باتوں کو سننے سے گریز کرے جو ان کے کلام کے نتائج سے ناواقف ہیں، دینی کاہلیوں کے ساتھ میل جول سے گریز کریں اور مادیت پرستی سے پرہیز کریں۔ لوگ جو ان قسم کے لوگوں سے بچنے میں ناکام رہے گا وہ اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت نہیں کر سکے گا۔ ایک مسلمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان لوگوں اور فضول باتوں سے اپنی فکر نہ کرے کیونکہ یہ اکیلے پیدا کیے گئے ہیں، اکیلے اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں، اکیلے ہی اس دنیا میں آئے ہیں، اکیلے ہی مریں گے، قبر میں تنہا ہوں گے، قبر میں فرشتے ان سے سوال

کریں گے۔ اکیلے، اکیلے ان کی قبر سے دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور اللہ کی طرف سے اکیلے فیصلہ کیا جائے گا .جو اس بات کو ذہن میں رکھتا ہے وہ صرف ان معاملات میں ملوث ہوتا ہے جن سے ان کا تعلق ہے۔

ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ متقیوں کا ساتھ دینے کی کوشش کرے کیونکہ وہ ان کی خصوصیات کو اپنائیں گے جیسے ان چیزوں سے پرہیز کریں جن سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ اس سے ان کے ایمان کی تکمیل ہوگی۔

دوسری چیز جو ان چیزوں سے بچنے کا ایک حصہ ہے جن سے انسان کو کوئی سروکار نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اس بات پر توجہ نہ دی جائے کہ لوگ انہیں کیسے سمجھتے ہیں یعنی دوسرے انہیں پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ انہیں اپنی حالت کی حقیقت کی زیادہ فکر کرنی چاہیے جسے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ انہیں دوسروں کی تعریفوں سے بے وقوف بننے کے بجائے کسی بھی خرابی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو سستی اور یہاں تک کہ فخر کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ رویہ اس بات کا سبب بھی بنتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے بجائے لوگوں کو راضی کرنے پر اکتفا کرتا ہے، جس سے منافقت، دکھاوے اور دیگر عیب دار خصوصیات جنم لیتی ہیں۔ ایک سادہ سی بات سمجھ لینی چاہیے، لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں، حالانکہ اس نے ان کو بے شمار نعمتیں دی ہیں، پھر وہ کسی ایسے شخص سے کیسے راضی ہو سکتے ہیں جس نے حقیقت میں انہیں کچھ نہیں دیا۔ یہ ایک وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ یہ ناقابل حصول ہے۔

ایک مسلمان کے لیے تقویٰ اختیار کرنے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے ایک اہم حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ یہ مادی دنیا ایک عارضی گھر ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گا گویا یہ پہلے کبھی موجود ہی نہیں تھی۔ اگر کوئی اپنی زندگی کے مراحل پر غور کرے تو یہ بالکل واضح ہے۔ انہیں احساس ہو گا کہ اگرچہ انہوں نے اپنے سیکنڈری اسکول جیسی ایک جگہ پر برسوں گزارے ہوں گے، لیکن اس کے ختم ہونے کے بعد ایسا لگتا ہے جیسے وہ صرف ایک لمحے کے لیے وہاں موجود ہوں۔ یہاں تک کہ تجربے کے اثرات اور نشانات بھی مٹ جاتے ہیں۔ باب 79 نزیات، آیت 46:

جس دن وہ اسے دیکھیں گے، گویا وہ اس دنیا میں باقی نہیں رہے تھے سوائے ایک دوپہر یا ’’ صبح کے‘‘۔

درحقیقت قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو یہ اہم سبق سکھایا جائے تاکہ وہ اپنی ضرورت کے سامان کو لے کر آخرت کی تیاری کرنے کی ترغیب دیں۔ مادی دنیا .مثال کے طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2323 میں موجود حدیث میں اس اہم اصول کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ نے نصیحت کی کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا ایک نہ ختم ہونے والے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ کی طرح ہے۔ ذہین انسان کبھی ایک قطرہ کی خاطر سمندر کو قربان نہیں کرتا۔ اسی لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر 6416 میں موجود ایک حدیث میں نصیحت فرمائی کہ انسان کو اس دنیا میں ایسے رہنا چاہیے جیسے وہ پردیس میں اجنبی یا مسافر ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں قسم کے لوگ اپنی زیادہ تر کوششیں بحفاظت گھر واپسی یعنی آخرت کے لیے وقف کرتے ہیں۔

جو شخص اس طرح کا برتاؤ کرے گا وہ اس دنیا میں لمبی عمر کی امید کو کم کر دے گا کیونکہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ یہاں صرف ایک لمحے کے لیے ہی ہوں گے خواہ وہ بڑھاپے تک ہی رہیں۔ اس سے انہیں تقویٰ کے ان پہلوؤں کی طرف ترغیب ملے گی جن میں اعمال صالحہ کی طرف جلدی کرنا، اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرنا اور مادی دنیا کے فاضل اور غیر ضروری عناصر سے کنارہ کشی کرنا شامل ہے تاکہ ابدی آخرت کی تیاری ہو سکے۔ لمبی عمر کی امید رکھنا اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی نیک کاموں میں تاخیر، سچی توبہ اور مادی دنیا کو سنوارنے میں مصروف ہو کر آخرت کی تیاری۔

صحیح رویہ اختیار کرنے والا سمجھتا ہے کہ دنیاوی مصروفیات اور پریشانیاں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مادی دنیا کے اضافی اور غیر ضروری عناصر کو ترک کرنے کی ترغیب ہیں۔

یہ دنیا مشکلات اور آزمائشوں کی آماجگاہ ہے اس لیے اس چیز کی تلاش نہیں کرنی چاہیے جو اس کے اندر موجود نہ ہو یعنی حقیقی سکون اور سکون۔ درحقیقت یہ صرف اللہ تعالیٰ اور آخرت سے مربوط چیزوں میں موجود ہے۔ باب 13 الرعد، آیت 28:

‘‘بلاشبہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔’’

لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا مقابلہ کرتے ہوئے آخرت کی ابدی سعادت کے لیے دنیا کے مختصر سفر کی مشقت کو برداشت کرے۔ صبر

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
eBooks/AudioBooks کے لیے بیک اپ سائٹ:
https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character